کا خیال ہے کہ اس آیت کے مصداق لوگ ابھی نہیں آئے، امام ابن جریر طبریؒ اس کی توجیہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ان صفات کے حامل لوگ جو بعد کے زمانے میں آئیں گے وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے منافقین سے زیادہ مفسد ہوں گے، نہ یہ کہ ان صفات کے حامل لوگ گزرے ہی نہیں۔

یہ امر واقعہ ہے کہ ہر زمانہ میں مفسد اور گمراہ لوگ نشر و اشاعت کیلئے خوبصورت عنوان تجویز کرتے رہے ہیں، ہمارے اس دور میں بھی ان منافقوں کی اولاد پیدا ہوئی ہے جن کا دعویٰ تو مسلمانوں کی اصلاح و ترقی کا ہے اور وہ خود کو پکے سچے مسلمان گردانتے ہیں، مگر در حقیقت وہ اسلام کے ڈھانے اور اس کے عقائد و شرائع اور احکامات کو نیست و نابود کرنے کی فکر و تدبیر میں ہیں۔ جس ترقی کے یہ لوگ خواہاں ہیں وہ اسلام کی ترقی نہیں بلکہ کفر و نفاق کی ترقی ہے۔(اشرف الحواشی:٤)

ان تمام فریب کاریوں کے باوصف یہ منافقین مدعی تھے کہ ہم تو مسلمانوں اور اہل کتاب کے مابین اصلاح کے خواہاں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس دعویٰ کو رد کرتے ہوئے انہیں جھوٹا قرار دیا۔ فرمایا: ﴿**ألا انهم هم المفسدون ولكن لا يشعرونo**﴾ "یاد رکھو بلاشبہ یہ جسے اصلاح سمجھتے ہیں حقیقت میں یہی عین فساد ہے، لیکن یہ جہل کے باعث شعور نہیں رکھتے" (المصباح المنیر: ٣١) .

☆☆☆☆☆

تقویٰ

ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ اپنی حیات مستعار کو تقویٰ کے نور سے منور کرے۔ کیونکہ تقویٰ ہی دنیا و آخرت کے گوناگوں مسائل کے حل اور رزق کی فراوانی کا ذریعہ ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا ﴿**ومن يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لايحتسب**﴾ "تقویٰ" کا لغوی معنیٰ "پرہیز" ہے۔ شرعی معنیٰ یہ ہے کہ آخرت میں ضرر رساں ہونے والے تمام چیزوں سے بچنا، جن میں سے سب سے خطرناک چیز شرک ہے۔

پس تقویٰ ہی سلامتی کی بنیاد ہے اور یہ ایسا پہرہ دار ہے جو کبھی سوتا نہیں۔ پھسلتے وقت بندے کے ہاتھ کو تھامتا ہے اور یہ ایسا حفاظتی ٹیکہ ہے جو دل کو بیماریوں سے بچاتا ہے۔

تقویٰ ایک خاردار راستہ ہے جس سے گزرنے والے کو صبر آزما مراحل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تقویٰ رب العزت کی طرف سے ہر زمانے کے بنی نوع انسان کے نام مستقل وصیت ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ولقد وصينا الذين اوتوا الكتاب من قبلكم وإياكم أن اتقوا الله﴾

درس حدیث

ایمان کی مٹھاس

عبدالواحد عبداللہ

عن أنس رضی الله عنه عن النبیﷺ قال:"ثلاث من کن فیه وجد بهن حلاوة الإیمان :أن یکون الله ورسوله أحب إلیه مما سواهما وأن یحب المرء لایحبه إلا لله وأن یکره أن یعود فی الکفر بعد أن أنقذه الله منه کما یکره أن یقذف فی النار"

تخریج :(البخاری:کتاب الإیمان ۱/۱۰ حدیث ۱۵، مسلم: کتاب الإیمان۱/۱۳حدیث ۶۰،ترمذی کتاب الإیمان حدیث ۲۵۴۸، نسائی کتاب الإیمان حدیث ۴۹۰۱،ابن ماجه کتاب الفتن حدیث ۴۰۲۳،مسند احمد حدیث ۱۱۵۶۴)

ترجمہ : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" ایمان کی حلاوت اسی کو نصیب ہوگی، جس میں تین اوصاف پائے جائیں :

اولاً : اللہ ورسول ﷺ کی محبت اسکو تمام کائنات سے بڑھ کر ہو۔

ثانیا : جس آدمی سے بھی اسکو محبت ہو صرف اللہ ہی کیلئے ہو۔

ثالثا : ایمان کے بعد کفر کی طرف پلٹنے سے اسکو اتنی نفرت ہو، جیسی کہ آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے"

راوی حدیث : انس بن مالک بن النضر بن ضمضم بن زید بن حرام ابو حمزة الأنصاری رضی الله عنه جلیل القدر صحابی اور خادم رسول اللہ ﷺ تھے۔ ہجرت مدینہ سے دس سال قبل پیدا ہوئے تھے۔ سارے مدنی دور میں نبی کریم ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کرتے رہے۔ آپ ﷺ نے ابو حمزہ کنیت رکھی اور مال واولاد میں برکت کی دعا فرمائی۔ غزوۂ بدر میں بھی خدمت نبوی کے لئے ہمرکاب رہے اور آٹھ غزوات میں شرکت فرمائی۔ آپ نے بصرہ میں 90ہجری یا اس کے بعد وفات پائی۔(الإصابة:۱/۷۱)

غریب الحدیث:

حلاوة الإیمان: "ایمان کی مٹھاس"

یعنی اطاعت الٰہی سے نفس کو اطمینان اور روح کو سرور حاصل ہونا ،اور امور اطاعت وترک معصیت میں

مشقت پر صبر واستقامت کا حوصلہ پانا۔

أحب إليه: محبت اللہ کی رضامندی کے حصول کے لئے دل کا مکمل آمادہ ہونا ہے، بایں صورت کہ اللہ کے پسندیدہ امور کو پسند کرے اور اس کے ناپسند کو خود بھی ناپسند کرے۔

يعود: لوٹنا۔ دوسری روایت میں یرجع کا لفظ ہے۔ یہاں اس کا معنی لوٹ جانا، پھرنا ہے۔ کبھی یہ ''ہو جانے'' کے معنی میں بھی آتے ہیں۔

تشریح:

آپ ﷺ نے فرمایا"ذاق طعم الإيمان من رضي بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد(ﷺ) رسولا"(مسلم: الإيمان ١/٢م) ''ایمان کا مزا اس نے چکھا اور اسکی لذت اسے ملی جو اللہ کو اپنا رب اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا رسول ماننے پر دل سے راضی ہو''۔

اس حدیث میں کہا گیا ہے کہ ایمان کی حلاوت اسی آدمی کو حاصل ہو سکتی ہے جو اللہ اور اس کے خلیل ﷺ کی محبت سے ایسا سرشار ہو کہ اگر کسی اور سے وہ محبت بھی کرے تو اللہ ہی کیلئے کرے۔ اور دین اسلام اسکو اتنا عزیز اور پیارا ہو کہ سب متاع دنیا کے بدلے اس سے پھرنے کا تصور اس کیلئے آگ میں جل کر خاکستر ہو جانے سے بڑھ کر تکلیف دہ ہو۔(معارف الحديث:١/١٣٤)

امت کا اجماع ہے کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی محبت فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿یاایھا الذین امنوا من يرتد منكم عن دينه فسوف يأتي الله بقوم يحبهم ويحبونه أذلة على المؤمنين أعزة على الكافرين يجاهدون في سبيل الله ولا يخافون لومة لائم ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله واسع عليمo﴾ (المائدة ٥٤) ''مسلمانو! تم میں سے جو کوئی مرتد ہو جائے تو عنقریب اللہ پاک ایسی شاندار مخلص قوم لے آئے گا کہ اللہ پاک ان سے محبت رکھے گا اور وہ اس سے محبت کرینگے، اہل ایمان پر نرم دل اور کافروں پر سخت گیر ہوں گے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ توفیق اللہ پاک کا فضل وکرم ہے، جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، اور اللہ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے''۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی رحلت فاجعہ کے بعد بہت سے نو مسلم ارتداد کے مختلف فتنوں سے متأثر ہوئے تو صدیق اکبرؓ کی قیادت میں ایمان کی مٹھاس سے بہرہ مند جماعت صحابہؓ نے جان جوکھوں میں ڈال کر اسلام کی کشتی کو بھنور سے نکال لیا۔ بلاشبہ ان مجاہدین کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت ہر چیز کی محبت سے فائق تھی۔

یہ آیت کریمہ اس معیار محبت پر پورا اترنے والوں کی صفت بیان کرتی ہے۔

ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اس کیلئے زیادہ نماز اور روزے کی تیاری نہیں کی ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں''۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اسی کیساتھ ہوگا، جس سے اسکی محبت ہوگی، یا تو اس کیساتھ ہوگا جس سے تیری محبت ہوگی'' (بخاری کتاب المناقب حدیث ۳۴۱۲، مسلم کتاب البر حدیث ٤٧٧٥)

راوی کا بیان ہے کہ اس حدیث سے مسلمانوں کو اتنی بڑی خوشی ہوئی جو اسلام کے بعد کبھی نہیں ہوئی تھی۔

محبت الٰہی کا لازمی تقاضا اطاعت نبی ﷺ ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے ﴿**قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم**﴾ (آل عمران: ۳۱) ''کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت رکھے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا''۔

حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالی فرماتے ہیں: بندہ ہمیشہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں''۔ (صحیح بخاری)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''جس نے اپنے رب کو پہچانا اس نے اس سے محبت کی، اور جس نے اللہ کے واسطے کے بغیر کسی سے محبت کی، تو اسکی وجہ جہالت اور نادانی ہے''۔ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت تو اللہ ہی کے حکم سے ہے۔ اور یہی حال علماء اور اتقیاء سے محبت کا بھی ہے، کیونکہ محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے، اور محبوب کا کردار بھی محبوب ہوتا ہے اور محبّ ہر دم محبوب کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ لہذا نبی ﷺ اور صحابہؓ وائمہ دین اور مصلحین امت کی پیروی دراصل محبت الٰہی کے ثمرات ہیں۔

اہل بصیرت کے نزدیک حقیقت میں اللہ کے سوا اور کوئی محبوب نہیں ہے، اور نہ اس کے سوا کوئی محبت کا مستحق ہے۔ اس تخصیص محبت کی وضاحت چند اسباب سے ہوتی ہے:

۱۔ انسان اپنے نفس اور وجود سے محبت کرتا ہے اور ہلاکت و نقصان کو ناپسند کرتا ہے، اور یہ ہر جاندار کی فطرت ہے۔ جب انسان یقینی طور پر جان لیتا ہے کہ اسکا وجود، اور دوام و کمال صرف اللہ کی طرف سے ہے، اور وہی اس کا موجد ہے۔ تو یہ عقیدہ اللہ تعالی سے انتہائی محبت کا تقاضا کرتا ہے۔

۲۔ انسان فطرتاً اس سے محبت کرتا ہے جو اس پر احسان کرے، اسکی مدد کرے۔ اور جب انسان اچھی طرح